

مطلق العنان اقتدار کے تحت محدود مذہبی مناصب

(جناب نعیم صدیقی صاحب)

(۴)

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری جماعت کے دو ایسے گروہ ہیں کہ وہ مستقیم رہیں گے تو ساری جماعت

درست رہے گی، وہ بگڑیں گے تو تمام لوگ بگڑ جائیں گے۔ وہ ہیں امراء اور فقہاء

اور جس دور کا مطالعہ ہم کہہ رہے ہیں اس میں قیادت کی ان دو صفوں میں سے ایک بگڑ چکی تھی۔

اگر دونوں بگاڑ کا شکار ہو گئی ہوتیں تو ملت میں کوئی خیر و فلاح باقی نہ رہتی بلکہ بعینہ تھا کہ عملی خوابوں

کے ساتھ ساتھ ایمان و انکار کی دنیا بھی اٹھ جاتی اور آج نظام اسلامی کے کھنڈر طبعے کے انباروں میں

اس طرح مدفون پڑے ہوئے کہ یہی سراغ لگانا مشکل ہو جاتا کہ کن بنیادوں پر یہ نظام اٹھایا گیا تھا

اور اس کی نوعیت فی الحقیقت کیا تھی۔ مگر جہاں ملت پر یہ مصیبت آئی کہ اس کی سیاسی قیادت

غلط راستے پر پڑ گئی وہاں قرآن اور حضور کی واضح پیشین گوئی کے مطابق اس پر خدا کا یہ کرم بہر حال

رہا کہ اس کی علمی قیادت بہ حیثیت مجموعی راست رو رہی۔ اسلام کے اصول و اقدار تاریخ کے

میدان میں جب بدلتے حالات اور نئے نئے بیرونی اثرات سے دوچار ہوتے تو خلافت

راشدہ کے مضبوط کارپروازوں کے بغیر سیاسی اقتدار ان حالات و اثرات کے سامنے جھک گیا بلکہ

ان کا آلہ کار بن گیا، مگر دوسری طرف علم و فکر کی عنان قیادت سنبھالنے والے ہاتھ اتنے مضبوط

تھے کہ انہوں نے اسلام کے اصول و اقدار کے دفاع کی لڑائی مزاحم ہونے والے حالات و اثرات

کے خلاف بڑی بے جگری سے لڑی اور اس لڑائی میں انہوں نے اپنوں کے سیاسی اقتدار کے خیر

سہ احیاء العلوم از حضرت امام غزالی۔ ج ۱، ص ۶۔

خوں ریزہ کے وار بھی بنتے مسکراتے برداشت کیے۔ پہلا عنصر تو بازمانہ لباس کا قائل تھا اور دوسرا
 وہ تو بازمانہ ستیئر پر عمل پیرا۔ وہ تاریخ کے دھارے کے ساتھ بہنا چاہتا تھا اور یہ تاریخ کی موجوں
 پر کمان کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے بطور خود ایسی رو دکاہ بنانے کا داعی تھا جو اسلام کے
 اصول و اقدار کے مطابق ہو۔ اول الذکر اسلام کو حالات بلکہ اپنے بدلتے تصورات و رجحانات
 کے سانچے میں ڈھالنے کی سہل راہ کو پسند کرتا تھا اور مورخ الذکر حالات کے تقاضوں کو اسلام
 کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے سعی تھا یہی دوسرا مبارک عنصر ہے جس کی خدمات کے طفیل
 اسلام کے اعتقادات، اس کے اصول، اس کے اخلاقی تصورات، اس کا قانون، اس کا
 نظام معاشرت اور اس کا پورا عالم افکار ہم تک صحیح و سلامت پہنچ سکا ہے۔ ملت کے سربراہ
 و جہود کو اس کے اپنے ہی تجربے باک سے اگر بچایا ہے تو اس کے قلم حق رقم نے بچایا ہے۔
 گویا ہماری تاریخ کا سیاسی دھارا اگر قصر و محلات سے ہو کر مصلحت پرستی کی رو دکاہ میں بہا ہے
 تو اس کا فکری دھارا مسجدوں اور حجروں اور مدرسوں بلکہ لبا اوقات قید خانوں اور مفتیوں
 سے گزرتا ہوا حق پرستی اور اصول پسندی کی وادیوں میں بہتا رہا ہے۔ قیادت کی ان دو صفوں
 میں سے بگڑنے والی سیاسی صف کو ہر قدم پر فکری صف کی طرف سے کشمکش کا سامنا
 کرنا پڑا اور اگر خدا نخواستہ یہ فکری فراحت بھی نہ ہوئی ہوتی تو کون اندازہ کر سکتا ہے کہ
 مطلق العنان اقتدار اور آگے کہاں تک جا پہنچا ہوتا۔

اس کشمکش کی ایمان افروز اور عبرت آموز داستان ہماری پوری تاریخ میں بھیلی ہوئی

ہے اور اسی کا ایک باب مجھ پر ایمان سامنے لایا ہے۔

تسخیر علماء کی مہم کا رد عمل اور ہم پر بیان کر چکے ہیں کہ موروثی بادشاہت کے تحت پر جب

مطلق العنان اقتدار جلوہ گر ہوا تو کیا نیت مؤثر و جہ کے تحت وہ مجبور تھا کہ علماء اور خصوصاً

قانون و فقہ کے ماہرین کا تعدادن اپنے لیے حاصل کرے ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اموی

دور ہی سے حکومت کی یہ پالیسی طے پا گئی تھی کہ علماء خصوصاً عوام میں اثر و اعتماد رکھنے

والے علماء — کو سرکاری مناصب پر لایا جائے۔ اس پالیسی کے تحت اموی دور سے جو ہم شرمع ہوئی تھی وہ عباسی دور میں اور بھی زور سے چلی۔ مناصب کا ریشی جال بچھا کر اور عطایا کے زریں دانے بکھیر کر صیاد سیاسی فن ترویج کی کہیں گاہ میں منتظر بیٹھ گیا کہ یہ جو اڑتی چھکتی چڑیا رونق فضا میں، پلک بھپکنے میں اس کے قراکٹ میں ہونگی۔ مگر جلد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ چوگ پر مرنے والی چڑیاں نہیں ہیں، عقاب اور شاہین ہیں جن کی من بھاتی غذا فاقہ ہے۔ علمائے حق اپنی نگاہوں میں اتنے کم قیمت نہ تھے کہ ایک عہدے اور ایک تنخواہ یا وظیفے کے عوض اپنی متاعِ علم و ضمیر کو بیچ ڈالیں۔

مبین حقیر گدایانِ عشق را کہیں قوم
شہانِ بے کمرہ خسروانِ بے کلمہ اند

ان کے سامنے عہدہ و جاہ، خلعتوں اور انعامات اور اندھے مسرفانہ عطایا کی گنگا بہ رہی تھی مگر انہوں نے فقر کے میکدے میں اپنے جامِ تہی کو ہمیشہ غیرتِ ایمانی ہی کی سے سے بھر اور تشنہ لبی ہی سے سرور حاصل کیا۔

ہمیں تو پیاس بھی، ساقی: سرور دیتی رہی
ذرا خیور میں، خالی ایان رکھتے ہیں

ان کا علم ان کے لیے بجائے خود ایک سلطنت تھا۔ اس سلطنت کا اصل خزانہ ضمیر کی آزادی تھی۔ اس سلطنت اور اس خزانے کا دفاع وہ فقیر غیور کی تلوار سے کرتے رہے۔ اس سلطنت پر ہر آن سیاسی طاقت کی طرف سے ترغیب و تڑیب کے حملے ہوتے، مگر اس کے کارپردازوں نے ہر قیمت پر اور ہر قربانی دے کر اس کا بچاؤ کیا۔ انہوں نے آزادیِ علم اور آزادیِ ضمیر کے تحفظ کی بڑی گراں بہا روایات ملت کو دی ہیں۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حکومت کی تسخیر علماء کی پالیسی کو شکست دینے کے لیے علمائے حق نے مناصب سے کنارہ کشی کا رویہ اختیار کیا۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ واقعاتی

مواد بھی سامنے رکھ دیا جائے۔ آغاز سیم اموی دور سے کرتے ہیں۔
 وقت کی ایک نمایاں ترستی جس کو حکومت خطرے کی نگاہ سے دیکھتی تھی، امام ابوحنیفہ
 تھے۔ یہ مرد حق اموی اور عباسی دونوں دوروں میں حکومت کے شدید دباؤ سے دوچار ہوا۔
 یزید بن عمر امیر عراق کی طرف سے حضرت امام کے سامنے عہدہ کی پیش کش کی گئی۔ ان کو قبول
 بعض میرنشی یا افسر خزانہ کی حیثیت سے اور دوسری روایات کے مطابق قاضی کی حیثیت
 سے کام کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس پیش کش کو اپنے ٹھکرا دیا اور پھر کوڑے کھائے مگر
 مان کر نہیں دیئے۔ آخر عاجز آ کر یزید نے چھوڑ دیا اور مکہ چلے گئے۔ یزیدی دور کے گورنر ابن
 ہبیرہ نے حکومت کے ایام سے حضرت امام کو مجبور کیا کہ وہ "الطراز" (شاہی توشہ خانہ) کی
 نگرانی ہی قبول کر لیں۔ انہوں نے انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھالی کہ انہیں خدمت قبول کرنی
 پڑے گی۔ امام نے جوابی قسم کھالی کہ وہ نہیں کریں گے۔ اس پر ابن ہبیرہ نے حکم دیا کہ انہیں
 اس قدر کوڑے مارے جائیں کہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ امام نے اس حکم پر کہا تو یہ کہا کہ
 "انماھی مینتہ واحدة" یعنی یہ موت تو بس ایک ہی بار آئے گی۔ ۲۰ کوڑے اس انداز
 سے لگائے گئے کہ امام ابو یوسف کے الفاظ میں گوشت کے ٹکڑے کٹ کر گرے۔ ابن ہبیرہ
 نے حکومت کی آن (PRESTIGE) کو بچانے کے لیے خود ہی یہ کہہ کر راہ نکالی کہ یہ شخص
 مجھ سے ہمت کیوں نہیں مانگ لیتا تاکہ معاملہ پر پھر غور کر لے۔ بعض لوگوں نے حضرت امام
 کو سمجھا بچھا کر اس پر آمادہ کر لیا اور انہوں نے ہمت طلب کر لی۔ پھر حکومت کی آن بچانے
 ہی کے لیے ان سے چاہا گیا کہ وہ باہر سے آنے والے فواکہ کے شمار کی خدمت قبول کر لیں۔

۱۔ عقود الجمان باب ۲۱۔ سیرت ائمہ اربعہ از رئیس احمد جعفری ص ۵۶۔ چراغ راہ کا اسلامی قانون

ج ۱۔ مقالہ اسلام کا نظام قضا۔ از مولانا خلیل حامدی ص ۲۰۶۔

۲۔ مناقب مرفق، ج ۲، ص ۲۲، ۲۱۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔ مولانا مناظر حسن گیلانی مرحوم

ص ۱۲۹-۱۳۰۔ مناقب مرفق، ج ۲، ص ۲۲۔ = = = = = ص ۱۴۱۔

بعض لوگوں کے مشورے سے امام نے چند روزیہ خدمت انجام دی۔ مگر جاری نہ رکھ سکے اور کچھ چلے گئے۔ اس مردِ عظیم کے درخشاں تاریخی کردار پر ہمیں ابھی آگے چل کر بہت کچھ کہنا ہے۔

بہر حال حضرت امام ابوحنیفہ تو وقت کی ایک ممتاز انقلابی شخصیت تھے اور اسی لیے ان کو رام کرنے کے لیے حکومت بے حد کوشاں رہی اور یہ مسلسل نشانہ عتاب بنتے رہے۔ اور بھی سرگشتگانِ عشق تھے جنہوں نے بے نیازی کی اسی ریت کو اختیار کیا۔ مثلاً امام صاحب کے ایک معتمد علیہ دوست ابن المعتز تھے۔ ابن ہبیرہ نے ان کو بھی بلا کر قضا کا منصب قبول کرنے پر مجبور کیا۔ تلوار سامنے تھی دیکھ کر مان تو گئے مگر دل اور دماغ نے ساتھ نہ دیا۔ پہلا ہی مقدمہ پیش ہوا تو کارروائی سن کر بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔ آخر انہیں معذور ٹھہرایا گیا اور ایک ہی مقدمے پر جان چھوٹ گئی۔

میمون بن مہران حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ سعید میں محکمہ افواج کے ایک افسر کی حیثیت سے کام کر چکے تھے اور جزیرہ میں قاضی بھی رہے تھے۔ پھر محمد بن مروان کے زمانے میں بیت المال کے سر دفتر تھے۔ مگر یہ خدمت اپنی دکان میں بیٹھ کر ہی انجام دیتے تھے۔ یزید بن عبدالملک کے دور میں مستعفی ہو گئے۔ ان کے ضمیر کی آواز سینے جو در حقیقت استغفا کی محرک ہوئی: "میری انگلیاں کٹ جاتیں تو یہ مجھ کو زیادہ پسند تھا بہ نسبت اس کے کہ میں کسی عہدہ کا انچارج ہوتا۔"

طاؤس بن کیسان جو صحابہ اجل سے فیض یافتہ اور جبرامت حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردِ خاص تھے، اربابِ حکومت کے متعلق ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ "میں نے اربابِ شرف و دول سے زیادہ کسی کو شراٹگیر نہیں دیکھا۔" ایک مرتبہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاں گئے

۱۲۲ ص مناقب از کردری، ص ۲۷۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔ از مولانا مناظر احسن گیلانی۔ ص ۱۲۲

۷۳ ص - ۷۲ ص - ۷۱ ص - ۷۰ ص - ۶۹ ص - ۶۸ ص

۷۷ ص طبقات ابن سعد ج ۱، ق ۲، ص ۱۷۸۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۹۲، ۹۳۔ غلامانِ اسلام از مولانا سعید احمد صاحب

تو اس نے خادم کو حکم دے کر ان کے کندھوں پر ایک طلیسان اوڑھوایا جسے انہوں نے کندھے ہلا کر گرا دیا۔ محمد بن یوسف ناراض ہو گیا اور یہ چلے آئے۔ ایک مرتبہ حاکم مین نے ۵۰۰ دینار بطور ہدیہ بھیجے مگر قبول نہیں کیے محمد بن یوسف ہی نے ایک بار انہیں تحصیلداری پر لگایا۔ انہوں نے تحصیلداری اس طریقے سے کی کہ باقیدار رضا کارانہ طور پر جو زکوٰۃ دیتے آتے اور نہ دیتا تو اس کے کچھ نہ کہتے۔

اسی طرح ایوب بن ابی تمیمہ سختبانی حکام سے نفرت میں یہاں تک پہنچے کہ فرماتے: مجھ کو میرا بیٹا بیکر سب سے زیادہ محبوب ہے مگر اس کے باوجود اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کر دینا مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ شہام یا کوئی اور خلیفہ میرے پاس آئے۔
اب عباسی دور کو لیجئے:

یہاں بھی حضرت امام ابوحنیفہ کا مقام بڑا ممتاز رہا۔ منصور نے بغداد کو مرکز بنانے کے بعد ابراہیم کی انقلابی تحریک کے حامیوں کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی۔ اس نے مکہ سے امام ابوحنیفہ کو بلوایا۔ ان کے انقلابی مرتبے کو ختم کرنے کے لیے اس نے بجائے داردرسن کا طریقہ اختیار کرنے کے انہیں عہدہ پر لانے کی کوشش کی۔ اس نے زہر کے بجائے گڑ سے کام لینا چاہا۔ بصرہ، کوفہ اور بغداد کے علاقوں کی قضا کا عہدہ ان کے سامنے رکھا گیا۔ اس معذرت کے ساتھ انکار کیا کہ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ پھر اپنے قول کی توجیح کی کہ اگر میں نے سچ کہا تو نااہلی ثابت اور اگر جھوٹ بولا ہے تو جھوٹا آدمی قضا کے لیے موزوں نہیں ہو سکتا۔ منصور نے قسم کھالی کہ تمہیں عہدہ لازماً قبول کرنا ہوگا۔ جو اباً امام صاحب نے بھی قسم کھالی کہ میں قبول نہیں کروں گا۔ برہم ہو کر منصور نے ۳۰ کوڑے لگواتے۔ اس وقت امام ۷۰ برس کے بزرگ تھے۔ منصور کو اس کے چچا عبد الصمد نے اس حرکت پر سخت ملامت کی۔ اس پر وہ فی تازیانہ ایک ہزار درہم فدیہ دینے پر آمادہ ہو گیا۔

۱۔ غلامان اسلام۔ از مولانا سعید احمد ایم۔ اے۔ ص ۱۲۸، ۱۲۹۔ ۲۔ ایضاً ص ۱۲۶

۳۔ مناقب کردی۔ ج ۲، ص ۲۱۔ مناقب موفق ج ۲، ص ۱۴۲، ۱۴۳۔ سیرت ائمہ اربعہ از رئیس احمد جعفری۔ ص ۱۴۲

مگر امام نے یہ بھی قبول نہ کیا۔ پھر ان سے یہ چاہا گیا کہ وہ بابِ خلافت پر موجودہ گرفتاری دیا کریں۔ امام اس پر بھی راضی نہ ہوتے۔ قید میں ڈالنے اور سختی کرنے کا حکم ہوا۔ اس کے بعد پھر ایک کوشش کی گئی۔ شدید دباؤ کے تحت وہ صاف نامی چھوٹی سی آبادی دفرجی کیمپ کے قاضی بنائے گئے۔ مگر اس کام کو بھی نہ چلا سکے۔ کوشش یہاں تک بھی کی گئی کہ آپ خنزبافوں کے عریف کا عہدہ قبول کریں۔ کیونکہ اس میدان میں امام کی تجربی نہارت مستم تھی۔ مگر یہ بھی قبول نہیں کیا۔ کشمکش کے ان مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے بالآخر وہ قید خانہ ہی میں محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اس دوران میں آپ کے سامنے رسمی عطیہ بھی پیش کیا گیا۔ آپ نے کوڑوں کے زخموں کے لیے یہ سبب مرہم بھی قبول نہ کیا۔ اس معاملے میں تو وہ اتنے محتاط تھے کہ حکومت سے ایک درہم تک لینے کے روادار نہ تھے۔ آزادی ضمیر کی راہ ادھر سے ہو کے نکلی ہے، جیسے کہ مسعر بن کد ام نے کہا تھا کہ: جس نے سر کہ اور بھاجی پر صبر کیا، اسے غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ آزادی ضمیر کے تحفظ ہی کی خاطر امام ابوحنیفہ نے خنز کا کاروبار چھلایا اور ایسے پیمانہ کبیر پہنچایا کہ دینی جدوجہد اور اہل حاجات پر اپنی گرہ سے کھلے ہاتھوں مال خرچ کرتے تھے۔

اس لمبے ابتلاء سے گزرتے ہوئے مامون نے امام ابوحنیفہ کی تذلیل کے لیے بطور منرا ان کو سخت شماری کا کام بھی کچھ عرصہ کے لیے سونپا۔ اس سے وہ مقصد تو پورا نہ ہو سکتا تھا جو حکومت کے سامنے تھا۔ قصہ مختصر یہ کہ اقتدار علم کو جھکا نہ سکا۔

اب دوسرے اربابِ عزیمت کو بیچے۔

۱۔ مناقب موفق ج ۲، ص ۱۸۱، ۱۸۲۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔ از مولانا مناظر احسن گیلانی۔ ص ۱۷۲،

۱۷۳، نیز ص ۳۱۲۔ مناقب موفق ج ۲، ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

۲۔ جامع المسانید روایت ابو بکر بن عیاش ج ۱، ص ۵۵۔ مناقب موفق ج ۱، ص ۲۱۳۔

۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۱۷۸۔

۴۔ مامون۔ از علامہ شبلی نعمانی۔ ص ۱۲۷۔

حضرت سفیان ثوری کا تذکرہ اوپر ہوا۔ ان پر سفاح ہی کے دور سے حکومت کی توجہ تھی۔ ان کے عدم تعاون کے رویے پر سفاح کی طرف سے عتاب ہوا اور پھر بطور ازالہ اثر فرمایا دینے کی کوشش کی گئی۔ بعد میں ان کو خلیفہ مہدی کے دربار میں لایا گیا۔ دربار کی طرف سے اصرار ہوا کہ منصب قضا قبول کریں۔ قرآن لکھ کر ان کو دے دیا گیا۔ حضرت ثوری دربار سے نکلے، فرمان کو وجہ کی لہروں میں پھینکا اور غائب ہو گئے۔ پھر یہ گرفتار ہو کر دوبارہ خلیفہ مہدی کے دربار میں پیش ہوئے۔ مہدی نے کہا کہ تم جو حکومت سے بھاگے پھرتے ہو اس طرح سے بچ نہیں سکتے۔ اب تباؤ کہ اگر میں کوئی حکم دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت سفیان ثوری جواب دیتے ہیں کہ: جو سب سے بڑی قدرت والا ہے وہ تم پر بھی حکم نافذ کرنے کے لیے اقتدار رکھتا ہے۔ مہدی کا درباری امیر ربیع تلوار کی ٹیک لگاٹے یہ مکالمہ سن رہا تھا۔ حضرت ثوری کا جواب سن کر غصہ سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مہدی سے وہ کہنے لگا:

”حضور! اس گنوار اور جابل کی یہ مجال کہ یہ سر دربار آپ کے سامنے ایسا

گستاخانہ کلام کرتا ہے۔ اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں!“

یہ ہے وہ دلیل انسانی کردار جو مطلق العنان اقتدار کے سایے میں پروان چڑھا کرتا

ہے جس کی دلیل واحد تلوار ہوتی ہے اور جو بات بات پر مغلوب الغضب ہو جاتا ہے،

جس کے رونگٹے عدم تحمل کی وجہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس کے پاس ہر اختلاف کا حل ہی

ہوتا ہے کہ گردن مار دوں۔ اور جو حضور حضور کہہ کر فرماں روا کو خدا بنا دیتا ہے۔ مگر مہدی

اپنے درباری کے مقابلے میں یہ فوقیت رکھتا تھا کہ اس کی نظر اپنے جذبات کے ساتھ ساتھ

سیاسی مصالح پر بھی تھی۔ کہا: بد بخت چپ رہ! یہ شخص اور ایسے لوگ ہی تو چاہتے ہیں کہ ہم

۱۔ حقیقتہ الفتحہ۔ ص ۲۲۱، ۲۲۲

۲۔ ذبیات ابن خلکان۔ ج ۱، ص ۲۱۰۔ تاریخ اسلام از مولانا عبد القیوم ندوی ج ۲، ص ۴۵۔

۳۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی۔ از مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم۔ ص ۳۰۔

ان کو قتل کر کے ان کی کامیابی کو اپنی بدبختی اور بدنامی کا فدیہ بنا لیں، غرضکہ وہ شاہین دست آموز شاہ نہ ہو سکا۔

ربیعۃ المراثی بن فروخ جو حدیث و فقہ میں حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ دونوں کے استاذ تھے۔ ان کے کمالِ تفقہ اور شہرہ علم کے پیش نظر ابو العباس السفاح نے عہدہ قضا ان کے سامنے رکھا اور اس مقصد کے لیے کسی بہانے سے ان کو انبار کے مقام پر بلوایا مگر امام ربیع نے اس کی پیش کش قبول نہیں کی۔ سفاح سے ان کو متفرق تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کوئی تحفہ بھجوایا تو وہ بھی واپس کر دیا پھر اس نے ۵۰ ہزار درہم بھجواتے۔ آپ نے یہ رقم بھی قبول نہیں کی۔

محمد بن سیرین جو حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عمر اور عمران بن حصین جیسے ممتاز صحابہ کے فیضِ صحبت سے مشرف تھے اور فارس میں مدت تک حضرت انس بن مالک کے کاتب رہ کر علمی استفادہ کر چکے تھے، فقہ میں اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ ابن سعد حافظ ذہبی، امام نووی اور حافظ ابن حجر اور خطیب بغدادی نے دل کھول کر اس کا اعتراف کیا ہے۔ عثمان ابنی کے الفاظ میں "اس نواح میں محمد بن سیرین سے بڑا کوئی ماہر قضا نہیں ہے" مگر ان کے سامنے جب عہدہ قضا رکھا گیا تو وہ شام بھاگ گئے اور پھرو ہاں سے مدینہ چلے گئے۔

عبداللہ بن وہب ^{۱۲۵ھ تا ۱۹۵ھ} جنہوں نے حضرت امام مالک کی خدمت میں حصولِ فیض کے ۲۰ سال گزارے، امام ہی کی نگاہ میں فقیہ مصر قرار پائے۔ غلبتِ وقت نے درخواست کی کہ مصر کے عہدہ قضا کو قبول کریں۔ اس اطلاق کے ملتے ہی روپوش ہو گئے۔ اتفاقاً ان کے ایک قدر شناس اسد بن سعد نے ان کو ایک بار گھر پر دیکھ لیا اور ان کو ترغیب دلائی کہ لوگوں کے درمیان کیوں نہیں آتے کتاب و سنت کے مطابق حکم کرتے۔ جواب دیا:

لہ المسعودی برکات ص ۱۱۲ - مروج الذهب ج ۶، ص ۲۵۴-۲۵۵ - ابن عساکر ج ۳ ص ۱۰۰ امام ابوحنیفہ کی سیاق

زندگی از مولانا مناظر حسن گیلانی - تاریخ اسلام از مولانا عبدالقیوم ندوی - ص ۲۵ تا تاریخ خطیب بغدادی ^{۱۹۱-۱۹۲ھ}

ج ۸ ص ۲۲۱ تا ۲۵۱ - عدنان اسلام - از مولانا سعید احمد المصطفیٰ - تذکرہ امام ربیع ص ۲۱۵ تذکرہ اہل سنت

”کیا تمہاری عقل بس یہیں تک پہنچتی ہے؟ تمہیں معلوم نہیں کہ قیامت میں علماء و انبیاء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور قضاۃ کا حشر سلطان کے ساتھ ہوگا۔“

اسمعیل بن علیؑ الہروی مخلصین کی صف میں سے تھے مگر بعض دوسرے علماء کی طرح معاشی مجبوری سے حکومت کی ملازمت کر لی۔ کچھ عرصہ تک بصرہ میں صدقات کا انتظام انہیں سونپا گیا، بعد ازیں بغداد میں فوجداری مقدمات کی عدالت کرنے لگے۔ ابن علیؑ کے علم و فضل کی وجہ سے حضرت عبدالقادر ابن مبارک ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے۔ ان کے زمانہ قضا میں عبدالقادر ابن مبارک بغداد میں تشریف لائے تو یہ ملاقات کے لیے گئے مگر آوصر سے التفات نہ ہوا۔ انہوں نے واپس جا کر ایک خط لکھا اور نگلہ کیا۔ انہوں نے جواب میں ذیل کے اشعار لکھ بھیجے۔

یا جاعل الدین لہ بازیًا

لبصطاد اموال المساکین

اے وہ کہ جس نے دین کو باز بنا لیا ہے تاکہ اس کے ذریعے مساکین کے اموال کا شکر کرے!

این روایاتک فی سردہا

لترک ابواب السلاطین

وہ تیرا شاہوں کے دروازوں سے بے نیاز ہو کر روایات احادیث میں مشغول ہونا کہہ کر گیا!

ان قلت اکیروست فہذا باطل

ذل حمار العلم فی الطین

اگر تو غدر میں کہے کہ میں قبول عہد و پر مجبور ہو گیا تھا تو یہ غلط ہوگا۔ اب تو علم کا

گدھا ولدل میں پھنس گیا!

اشعار پڑھ کر ابن علیؑ پر زنت طاری ہو گئی، استغفیٰ لے کر ہارون کے پاس پہنچے

اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا۔ یارون نے یہ کہتے ہوئے کہ مجھے اس دیوانے (یعنی عبداللہ بن مبارک) نے بہکایا ہوگا۔ ان کے اصرار کی وجہ سے استعفیٰ منظور کر لیا۔

امام محمد بن ثیبانی کو قضا پر لانے کے لیے مجبور کیا گیا۔ انکار کرنے پر قید میں ڈال دیئے گئے۔ آخر تشدد کی وجہ سے قبول کیا تو مجبوراً خلیفہ منصور کے والی مصر فرید بن حاتم نے حیوۃ کو قاضی بنا نا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جو چاہو کر لو، یہ نہیں کروں گا۔

ذفر جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے، ان کو منصب قضا قبول کرنے کے لیے کہا گیا۔ یہ رد پیش ہو گئے۔ ان کا گھر ڈھا دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود وہ آمادہ نہیں ہوئے۔ آخر حکومت نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

امام ابو حنیفہ کے ایک اور شاگرد سہل بن فرحم کو مامون نے خراسان کی گورنری کے زمانہ میں قضا کا عہد قبول کرنے کیلئے مجبور کیا۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور حیل بھیج دیئے گئے۔ تنگ آکر مامون نے انہیں چھوڑ دیا۔

حارث بن مسکین کے سامنے مامون کے وزیر فضل بن مروان نے مصر کی قضا کا منصب پیش کیا۔ حارث نے قبول نہیں کیا۔ پھر متوکل نے بھی ان کو دعوت دی مگر وہ آمادہ نہ ہوئے۔ آخر یربائے مصححت بعض اجاب نے ان کو مجبور کیا تو بادل تا خواستہ تیار ہو گئے۔

اسی طرح سعید بن ربیعہ کی زبید بن رفاعہ نے اور علی بن سعید بن شداد العبیدی کو مامون نے مسند قضا پر لانا چاہا۔ مگر یہ حضرات اس پر تیار نہیں ہوئے۔

۱۔ تاریخ خلیفہ بغدادی۔ ج ۶ ص ۲۳۵، ۲۳۶۔ غلامن اسلام از مولانا سعید احمد ایم اے ص ۲۰۸، ۲۰۹۔

۲۔ چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر۔ ج ۱۔ مقالہ: اسلام کا نظام قضا۔ از مولانا خلیل حامدی۔ ص ۲۰۶۔

۳۔ حوالہ ایضاً ص ۲۰۷۔ مقالہ مفتاح السعاده۔ ج ۲ ص ۱۱۴۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی از مولانا

مناظر احسن گیلانی ص ۳۵۴۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی از مولانا مناظر احسن گیلانی ص ۱۹۶۔

۴۔ چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر ج ۱۔ مقالہ: اسلام کا نظام قضا۔ از مولانا خلیل حامدی ص ۲۰۷۔

۵۔ حوالہ ایضاً ص ۲۰۷۔

حضرت عبدالقدوس مبارک کی ممتاز شخصیت کو لیجیے جن کی وفات پر خلیفہ ہارون نے یہ کہا تھا کہ "انسوس! علماء کے سردار کا انتقال ہو گیا۔" خلیفہ ہارون ان سے ملاقات کا تمنائی تھا۔ مگر خود یہ امام غیور اس پر آمادہ نہ تھے۔ ایک بار ہارون سے ملنے جا پہنچے۔ ایک حیرت زدہ کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے دل کو موت پر راضی کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ نہیں ہوتا تھا۔ اب جبکہ وہ اس پر رضامند ہو گیا تو میں ہارون کے پاس چلا آیا۔" فرماں روا سے ملاقات تک کے لیے جس عالم کا یہ نقطہ نظر ہو اسے قبولِ عہدہ کی دعوت دینے کی جرأت کون کرتا۔ ان کا حال تو یہ تھا کہ ملازمت پسند عالموں کے کردار کی تصویر اشعار میں یوں کھینچتے کہ

صیتر دینک شاہیناً تصید بہ

لیس یفلح اصحاب المشواہین

تو نے اپنے دین کو ایک شاہین بنا لیا ہے تاکہ اس کے ذریعے شکار کرتا پھرے
حالانکہ یہ شاہینوں والے شکاری کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔

اوپر بھی اسی مضمون میں ان کے تین اشعار درج ہو چکے ہیں۔ پھر وہ علم دین کے طلبہ کو مالی سہارا اسی نقطہ نظر سے بہم پہنچاتے تھے کہ یہ طلبہ دنیا کے چکر میں نہ پڑیں اور معاشی مجبوری کی وجہ سے حکمرانوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ اس رویتے کی وجہ ہی سے ہارون کی نگاہ میں وہ مردِ مجنون ٹھہرے۔

خلیفہ مطیع نے ابوالحسن محمد بن شیبان کو قضا کا عہدہ پیش کیا۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا، پھر اس شرط پر قبول کرنے پر راضی ہوئے کہ عدالت کو تاجِ خلافت کی طرف سے آلہ کار نہ بنایا جائے گا، معزول نہ کیا جائے گا اور شریعت کے خلاف کسی امر کے لیے سفارش نہ کی جائیگی خلیفہ نے اقرار نامہ لکھ دیا اور تقرری ہو گئی۔ محمد بن شیبان تمام قلم و جہاسی کے قاضی القضاة تھے۔

۱۔ غلامانِ اسلام۔ از مولانا سعید احمد ایم۔ اے۔ تذکرہ عبداللہ بن مبارک۔ از ص ۱۳۱

۲۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۶۷۔ ۱۔ اسلام کا نظام مملکت از پروفیسر حسن ابراہیم حسن۔ ص ۳۱۹، ۳۲۰۔

باضمیر علماء میں سے بعض نے انتہائی معاشی اضطراب کے عالم میں منصب قبول کیا اور جس کی کراہت کا کاٹنا ان کے دل میں ہمیشہ کھٹکتا رہا۔ حکومت جو پورے معاشرے کی عنایاں بردار ہوتی ہے جب کسی خاص عنصر کے پیچھے پڑ جاتی ہے تو اس پر نہ صرف یہ کہ کسی مقصد کے لیے کام کرنے کے راستے بند کرتی جاتی ہے بلکہ قوتِ لایموت کا حصول بھی اس کے لیے ناممکن بنا دیتی ہے۔ اس میں سے کچھ لوگ اضطراب میں مبتلا ہو کر خدمات قبول کرتے ہیں اور جو اپنی جگہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان کا دائرہ کار اور ان کی قوتِ کار بہت کم ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی ابتلا علمائے حق کو درپیش تھا۔ مثلاً قاضی حفص بن غیاث کا بیان ہے کہ: "جب حالات نے مردار کھانا میرے لیے حلال کر دیا تب میں نے قضا کا عہدہ قبول کر لیا۔ اسی طرح قاضی ابو یوسف اگرچہ نظام قائم کے اندر سے اصلاح و تعمیر کا ایک منصوبہ ذہن میں لے کر قضا پر گئے تھے، تاہم یہ اقدام بھی انہوں نے اس وقت کیا جبکہ ان کے معاشی جملات انتہائی سنگین ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرکاری گھر کے شہتیر فروخت کر کے بسر اوقات ہو رہی تھی۔"

اس مقاومت سے جہاں آزادی ضمیر اور آزادی علم کا تحفظ مقصود تھا وہاں اس کا فائدہ یہ بھی تھا کہ اگر علمائے حق مناصب پر جائیں تو ایک وزن اور وقار کے ساتھ جاتیں اور کام کرنے کے لیے اچھی شرائط کے تحت موزوں حالات پیدا کر سکیں۔ عملاً ایسا ہی ہوا بھی۔ علمائے حق میں سے جو جو اصحاب بھی مناصب پر آتے وہ کبھی اپنے عہدے اور تنخواہ کے غلام نہیں بنے۔ بلکہ غلامی انہوں نے کی تو صرف خدائے واحد کی کی۔ استغنیٰ ان کی جیب میں سکے رہتے تھے اور جان ہتھیلیوں پر رہتی اور انصاف کے اسلامی اصولوں، عدلیہ کی آزادی اور جموں کے وقار کو قائم کرنے کے لیے وہ مطلق العنان اقتدار کے مقابلے پر اس مضبوطی سے کھڑے ہو جاتے کہ ان کی مثالوں سے آج بھی ہم ایک ویرج خودی حاصل کرتے ہیں۔

(باقی)

۱۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی۔ از مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم۔ ص ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱